I paper

پنڈت رتن ناتھ سرشار

پنڈت رتن ناتھ سرشار اپنے منفرد طرز تحریر کی وجہ
سے اردو ادب میں ایک اہم مقام ہے۔ "فسانہ آزاد"
ان کی شاہکار تخلیق ہے اسے جو مقبولیت حاصل ہوئی
وہ ان کی کسی دوسری تحریر کو حاصل نہ ہو سکی۔ اس کی
مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ایک قسط کے بعد لوگ دوسری
قسط کے انتظار میں رہتے تھے۔ فسانہ آزاد میں
میاں آزاد ان کا ایک ایسا کردار ہے جو اس زمانے
کی لکھنوی تہذیب کا جیتا جاگتا نمونہ ہے۔ دوسرا
کردار خوجی بھی اپنی مثال آپ ہے

سرشار کا طرز تحریر سادہ اور عام فہم ہے۔ جس میں کسی
جگہ گھماؤ پھراؤ نہیں ہے۔ لکھنؤ میں جو زبان بولی جاتی
تھی وہی زبان سرشار کی تحریروں میں پائی جاتی ہے

سرشار کے کردار جو روزمرہ اور محاورے استعمال کرتے ہیں وہ لکھنؤ کے نوابی دور کے امراء اور شرفاء کی عام زندگی کی تصویر ہے۔

سرشار کی تحریر سے لکھنوی تہذیب کی جھلک نمایاں ہوتی ہے ان کے کرداروں کی وضع قطع، بول چال۔ آداب معاشرت سے ہر کوئی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ ان کرداروں کا تعلق لکھنؤ سے ہے۔ انہیں خصوصیات نے سرشار کو اردو ادب میں ایک مقام دیا اور جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد کیے جاتے رہینگے ___

غالب کے خطوط کی خصوصیات

غالب جس طرح اپنی شاعری میں مشہور ہیں اسی طرح اپنی نثر میں بھی مشہور ہیں - ان کی نثر نگاری میں ان کے خطوط ہیں جو انہوں نے اپنے دوستوں - عزیزوں اور رشتہ داروں کو لکھے ہیں - غالب کے خطوط کی کئی خوبیاں ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں

(۱) غالب سے پہلے نثر بہت مشکل ہوتی تھی جس کو ایک عام انسان کم پڑھا لکھا بڑی مشکل سے سمجھ پاتا تھا - لمبے لمبے جملے ہوتے تھے خصوصاً خطوط میں لمبے لمبے القاب و آداب ہوتے تھے

غالب نے اس راستے سے ہٹ کر اپنی روش الگ قائم کی بڑے بڑے القاب کی جگہ مخاطب کرنے کا ایک نیا انداز ایجاد کیا کسی کو "میاں" کسی کو "بھیا" اور کسی کے نام کے ساتھ صاحب لگا کر خط کی شروعات کی

(۲) غالب نے آسان اور سادہ زبان میں خطوط نگاری شروع کی ان کی تحریر میں وہی زبان نظر آتی ہے جو دلی میں بولی جاتی تھی

(۳ غالب کے خط کلفت کا انداز ایسا ہے جیسے کوئی کسی سے بات کر رہا ہو وہ خود کہتے ہیں کہ "میں نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا"

(۴ غالب کے خطوط کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان کے خطوط سے ہمیں اس زمانے کے سیاسی اور سماجی حالات معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے جگہ جگہ انگریزی حکومت کے اثرات بیان کئے ہیں

(۵ غالب کے خطوط کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے خطوط سے خود ان کی اپنی زندگی کے حالات کا علم ہوتا ہے اگر کوئی چاہے تو ان کے خطوط سے ان کی سوانح حیات مرتب کر سکتا ہے

(۶ علمی اور ادبی اعتبار سے بھی غالب کے خطوط کا ایک اہم مرتبہ ہے

classmate
Date
Page

مہدی افادی کے خطوط کی خصوصیات

اردو ادب میں مہدی افادی ایک بہت مشہور نثر نگار ہیں - ان کی شہرت ان کے خطوط اور ان کے مضامین کی وجہ سے ہے - جو اس زمانے کے رسالوں میں شائع ہوا کرتے تھے - مہدی افادی کا کلام حالانکہ مختصر ہے - لیکن بڑے بڑے ادبی کارناموں پر بھاری ہے ان کے خطوط کی چند اہم خصوصیات اس طرح ہیں -

(۱) مہدی افادی کے خطوط میں علمیت - ادبیت اور اہم طرزوں پر تبصرے سب کچھ ہے

(۲) ان کی تحریروں میں زبان کا ایسا لطف ہے کہ پڑھنے والا کھو جاتا ہے

(۳) وہ نئی نئی ترکیبیں لگاتے ہیں اور خوبصورت جملوں سے اپنی تحریر کو دلچسپ بنا دیتے ہیں - ان کا قلم اس وقت اور بھی شوخ ہو جاتا ہے جب وہ اپنے کسی بے تکلف دوست کو خط لکھتے ہیں

(۱۲) ان کے خطوط میں ہمیں صنفِ نازک کا تذکرہ ملتا ہے

(۱۳) ان کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے انگریزی الفاظ کے اردو معنی اتنی خوبصورتی سے لگائے ہیں کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ہو سکتا تھا۔

classmate
Date
Page

روم کو روانگی

میاں آزاد کی سیلانی اور جوشیلی طبیعت کے خلاف تھا کہ لوگوں کو جہاد کے لئے روم جاتا ہوا دیکھیں اور خود بیٹھے رہیں۔ ترکی میں زبردست جنگ ہو رہی تھی۔ انگریز چاہتے تھے کہ ترکی کی خلافت کا خاتمہ کر دیا جائے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں میں خلیفہ کی مدد کا جذبہ اور جوش پیدا ہو چکا تھا اور جگہ جگہ سے مسلمان ترکوں کی مدد کے لئے جا رہے تھے۔ ہندوستان سے بھی مسلمانوں کا قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ میاں آزاد بھلا اس سے کیسے متاثر نہ ہوتے۔ چنانچہ انہوں نے بھی جنگ پر جانے کی ٹھان لی لیکن اکیلے کیا جاتے اس لئے خوجی اور میر اللہ بیگ کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے تیار کیا۔ خوجی جو اپنی بہادری کے لئے بڑی بڑی باتیں کرنے کے عادی تھے۔ بڑی مشکل میں پڑ گئے نہ جاتے تو بزدل کہلاتے اور جاتے تو جنگ کی آگ میں کودنا پڑتا۔ جو ان کی طبیعت کے بالکل خلاف تھا

اس لئے مجبوری میں تیار ہو گئے مگر انہوں نے آزاد کے سامنے

آٹھ شرطیں رکھیں

خوجی کی آٹھ شرطیں یہ ہیں

(۱) کہ وہ اپنی قرولی (چھوٹی سی بندوق) وہ اپنے ساتھ ضرور لے جائیں گے

(۲) ان کے لئے سال بھر کی افیوم لے دی جائے تاکہ ان کو پریشانی نہ ہو

(۳) وہ میٹھے پلاؤ روز کھائیں گے

(۴) ان کو خوجی نہ کہا جائے بلکہ خواجہ صاحب کہہ کر بلایا جائے

(۵) جس جگہ لڑائی ہو رہی ہوگی وہ وہاں نہیں جائیں گے

(۶) اگر ان کو گولی لگنے والی ہو تو تین گھنٹے پہلے ان کو بتا دیا جائے

(۷) اور اگر وہ مرنے والے ہوں تو دو گھنٹے پہلے ان کو خبر کر دی جائے

classmate
Date
Page

٨) اگر وہ مر جائیں تو ان کی لاش ہندوستان بھجوادی جائے اور ان کے والد محترم کے برابر ان کو دفن کر دیا جائے ۔

اگر یہ شرطیں منظور ہوں تو وہ چلنے کے لئے تیار ہیں ورنہ نہیں

—x—

گداگروں کی قسمیں (فقیر)

سوال - ہندوستان میں کتنے قسم کے گداگر یعنی فقیر پائے جاتے ہیں

جواب - ہندوستان میں جو گداگر یا "فقیر" پائے جاتے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں -

(1) وہ فقیر جو نسلی گداگر کہلاتے ہیں کیونکہ ان کے خاندان میں بھیک مانگ کر روزی کمانا پیشہ سمجھا جاتا ہے

(2) دوسرے وہ فقیر ہیں جنھیں کچھ آتا نہیں ہے بے ہنر ہیں اور ہمیشہ پسندی کی وجہ سے ہر کام سے گھبراتے ہیں یہ بھیک مانگنے کو آرام کا پیشہ سمجھتے ہیں

(3) تیسرے مذہبی گداگر ہیں جو بیوقوفی سے بھیک کو مذہبی انعام سمجھے ہوئے ہیں جو ہندوؤں میں پنڈت اور مسلمانوں میں پیر کہلاتے ہیں

(4) وہ فقیر ہیں جو ہاتھ یا پاؤں سے محتاج ہونے کی وجہ سے کسی ایک کام کو کر کے اپنی روزی نہیں کما سکتے

درا صل یہی صحیح معنوں میں بھیک کے مستحق ہیں اس کے
علاوہ اور بھی فقیر ہیں مثلاً وہ جو کسی باہر کے ملک سے
یہاں آگئے ہیں اور پریشان ہیں وہ بھی بھیک مانگ کر
اپنا گزارہ کرتے ہیں -

—x—

گداگر کی بیوی کی خصوصیات

(۱) گداگر کی بیوی گداگر کے گھر میں ہی پیدا ہوتی ہے اگرچہ بعض گداگر بہت مالدار ہوتے ہیں پھر بھی اس کی پیدائش پر کسی خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا کیونکہ یہ بھیک مانگنے کے خلاف ہے

(۲) پیدائش سے لے کر جوانی تک اسے کسی قسم کا ہنر نہیں سکھایا جاتا مگر بھیک مانگنے کا طریقہ وہ آنکھ کھولتے ہی اپنے ماں - باپ سے ضرور سیکھ لیتی ہے

(۳) غریبی کی وجہ سے اسے بچپن سے لے کر جوانی تک نہایت

گندہ اور میلا رہنا پڑتا ہے

(۴) وہ جوان ہوتے ہی دوسرے گداگر کی بیوی بنا دی جاتی ہے

(۵) وہ بہت چھوٹی عمر سے بھیک مانگنے کی عادی ہوتی ہے

اس لئے دلہن بن کر بھی وہ بہت جلد بھیک مانگنے نکل

آتی ہے

(۶) اس کا مکان بھی بہت تنگ جھونپڑا ہوتا ہے جو گندگی

سے بھرا رہتا ہے

(۷) یہ اپنے شوہر کے لئے بھی نہ مفید ہوتی ہے نہ نقصان دہ

کیونکہ یہ اپنی روزی خود کماتی ہے اس لئے شوہر پر غالب

رہتی ہے ۔

—x—

خلاصہ

مہرِ محمد

پاندان والی خالہ کے لڑکے کی شادی کی بات چل رہی تھی
اسی سلسلے میں مہر اور تاریخ طے کرنے کے لئے غفور داد نے
ہونے والے سمدھی پٹواری صاحب سے پوچھا کہ پہلے
تاریخ طے کریں یا مہر پھر خود ہی بولے کہ پہلے مہر طے کر لیا جائے
اس لئے کہ اگر مہر طے نہیں ہو پایا تو پھر تاریخ طے کرنا بیکار
ہے۔ پٹواری صاحب نے بھی کہا کہ پہلے مہر طے کر لیا جائے ساتھ
ہی یہ بھی کہا کہ ہمارے یہاں گیارہ ہزار سے کم کسی کا مہر نہیں بندھا
خود ان کی بیوی کا مہر بھی گیارہ ہزار ہے۔ غفور داد نے کہا
کہ اتنا مہر مناسب نہیں۔ مہر تھوڑا ہی ٹھیک رہتا ہے۔ پٹواری
نے کہا کہ وہ گھر میں مشورہ کر لیں تو پھر جواب دیتے ہیں۔ وہ گھر
میں گئے تو نفاثی اور شبراتی آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ کہ
اگر پٹواری صاحب گیارہ ہزار سے کم پر راضی نہ ہوئے تو

Date
Page

کیا ہوگا - اتنے میں پٹواری صاحب گھر سے نکلے اور کہنے لگے

کہ مہر گیارہ ہزار سے کم نہیں ہوگا اور یہ کہ لڑکی کے نام ایک

مکان لکھا جائے - غفور دادا نے کہا کہ یہ مکان کی بات

بیچ میں کہاں سے نکل آئی مکان تو لڑکے کے پاس نہیں

ہے

غفور دادا کے مشیروں نے یہ مشورہ دیا کہ گیارہ

ہزار قبول کر لیا جائے ورنہ مکان کی مصیبت اور گلے پڑ جائے گی

چنانچہ گیارہ ہزار مہر پر سب راضی ہوگئے - اب

تاریخ کی باری آئی اس پر غفور دادا نے کہا 29 تاریخ

رکھی جائے اس میں شادیاں زیادہ ہوتی ہیں اس لئے

لوگ کم آئیں گے - پٹواری صاحب بھی اس پر راضی

ہوگئے

—x—

classmate
Date
Page

غفور دادا کا کردار

غفور دادا قدیم بھوپالی تہذیب کی ترجمانی کرنے والے ایک سیدھے سادے انسان ہیں ۔ کسی قسم کے داؤ پیچ و ہیرپھیر سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ۔ تعلیم وغیرہ سے بھی بے نیاز ہیں ۔ مگر زندگی کا تجربہ بہت ہے ۔ باتیں کرنے میں بھی ماہر ہیں ۔ اس لئے ننھے کی شادی کی تاریخ طے کرنے کے لئے پاندان والی خالہ نے ان کا انتخاب کیا ۔ غفور دادا اپنے ساتھیوں میں لڑائی اور شبراتی وغیرہ سب میں ہوشیار سمجھے جاتے تھے اس لئے یہ دونوں انہیں دادا کہہ کر بلاتے تھے ۔ دادا کی بات بھی نہیں ٹالتے ۔ غفور دادا بے پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بھی بات کی اچھی پرکھ رکھتے ہیں ۔ اور نکلتہ کی بات فوراً پکڑ لیتے ہیں

شیخی مارنے میں بھی غفور دادا کا جواب نہیں ——

خوجی کا کردار

محفوظ دادا قدیم بھوپالی تہذیب کی ترجمانی کرنے والے ایک سیدھے سادے انسان ہیں۔ کسی قسم کے داؤ پیچ و ہیر پھیر سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تعلیم وغیرہ سے بھی بے نیاز ہیں۔ مگر زندگی کا تجربہ بہت ہے۔ باتیں کرنے میں بھی ماہر ہیں۔ اس لیے منجھلے کی شادی کی تاریخ طے کرنے کے لیے پاندان والی خالہ نے ان کا انتخاب کیا محفوظ دادا اپنے ساتھیوں میں بناتی ۔ شہنائی وغیرہ سب میں ہوشیار سمجھے جاتے تھے اس لیے یہ دونوں انہیں دادا کہہ کر بلاتے تھے دادا کی بات بھی نہیں ٹالتے۔ محفوظ دادا بے پڑھے لکھے ہونے کے باوجود بھی بات کی اچھی پرکھ رکھتے ہیں اور نکتہ کی بات فوراً پکڑ لیتے ہیں۔ سیٹی مارنے میں بھی محفوظ دادا کا جواب نہیں

خوجی کا کردار

ناول کا دوسرا کردار خوجی کا کردار ہے۔ جو اپنی
مثال آپ ہے۔ یہ ایک مزاحیہ کردار ہے۔ اس کے ذریعے
سرشار نے نوابی دور کی مٹتی ہوئی تہذیب کو پیش کیا ہے
میاں خوجی نے جاگیردارانہ نظام کے ٹھاٹ باٹ میں
پرورش پائی ہے۔ عیش و عشرت کے ماحول کی جتنی بھی برائیاں
ہوسکتی ہیں وہ سب ہی ان میں ہیں۔ تنک مزاجی۔
شیخی بگھارنا۔ بڑی بڑی باتیں کرنا لیکن کرنا کچھ نہیں۔
نشہ کی عادت۔ کم ہمتی۔ بزدلی یہ ساری خرابیاں
خوجی کے کردار میں ہیں۔ جن کا اظہار ہر موقع پر
ہوتا رہتا ہے۔

قصیدہ

قصیدہ عربی زبان کا لفظ ہے قصیدہ اس نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی کی تعریف یا برائی کی گئی ہو۔ لیکن اس میں وعظ و نصیحت اور دوسرے مضامین بھی پیش کیے جاتے ہیں۔

تعداد اشعار

قصیدے میں اشعار کی تعداد کم سے کم پانچ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں دوسو اشعار تک کے قصیدے ملتے ہیں

موضوع - اس کا موضوع "مدح" یا "ذم" یعنی برائی ہے لیکن بعد میں اس میں اور بھی مضامین شامل کر لئے گئے جیسے روزمرہ کی زندگی - ذاتی تجربات ملک کے حالات وغیرہ -

اجزائے ترکیبی - قصیدے کے اجزائے ترکیبی چار ہیں

(1) **تشبیب** - قصیدے کے شروع میں عشقیہ اشعار لکھے جاتے ہیں اسے تشبیب کہتے ہیں

Date
Page

گریز ۔ تشبیب کے بعد شاعر کسی طرح ممدوح کا ذکر چھیڑتا ہے اسے گریز کہتے ہیں ۔ دراصل مدح اور تشبیب کو ملانے والے اشعار گریز کہلاتے ہیں ۔

مدح ۔ قصیدے کا تیسرا حصّہ مدح یعنی تعریف کا ہوتا ہے اس میں شاعر ممدوح کے جاہ و جلال ۔ عظمت و بزرگی وغیرہ کی تعریف کرتا ہے اس کے علاوہ ممدوح کے ساز و سامان فوج ۔ گھوڑے ۔ تلوار وغیرہ کی بھی تعریف کرتا ہے

دعا ۔ مدح کے بعد شاعر اپنے ذاتی حالات کے بعد ممدوح کی ترقی مجد ۔ شان اور شوکت کے لئے دعا کرتا ہے اور اس کے دشمنوں کے لئے بد دعا کرتا ہے ۔ اور اس طرح اپنا مطلب بیان کرتا ہے کہ ممدوح کی طبیعت پر گراں نہ گزرے

— x —